حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کی مشہور زمانہ تصنیف
فیوضِ یزدانی مترجم
ترجمہ
الفتح الربانی
ناشر
مدینہ پبلشنگ کمپنی
ایم اے جناح روڈ۔ کراچی ۱

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

ترجمہ

اس سے بہتر کلام کس کا جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے

محبوب سبحانی قطب صمدانی اعلیحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے

مواعظ وملفوظات کا بہترین ذخیرہ مسمّٰی بہ

فیوضِ یزدانی مترجم

ترجمہ

الفتح الربانی

مترجمہ

حضرت مولٰینا الحاج المولوی عاشق الٰہی صاحب (مولوی فاضل) میرٹھی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی

مطبوعہ :۔ مشہور آفسٹ لیتھو پریس، کراچی نمبر ۱

تعداد طباعت ـــــ بار دوم ـــــ ایک ہزار

تاریخ طباعت ـــــ جون ۱۹۸۲ء

قیمت فی جلد ۹۴/-

یَرٰی قَلْبِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ ۔ صَدَقَ فِیْ قَوْلِہٖ اِنَّ الْمَنَامَ الصَّادِقَ وَحْیٌ مِّنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کَانَتْ قُرَّۃُ عَیْنِہٖ فِیْ نَوْمِہٖ ۔

اَلْمَجْلِسُ السِّتُّوْنَ

وَقَالَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ عَشِیَّۃِ الثُّلَاثَاءِ ثَالِثَ عَشَرَ شَہْرِ رَجَبٍ مِّنْ سَنَۃِ سِتٍّ وَّاَرْبَعِیْنَ وَخَمْسِمِائَۃٍ فِی الْمَدْرَسَۃِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ ۔ کُلُّ مَنْ حَسُنَ اِسْلَامُہٗ وَتَحَقَّقَ اَقْبَلَ عَلٰی مَا یَعْنِیْہِ وَاَعْرَضَ عَمَّا لَا یَعْنِیْہِ ۔ اَلْاِشْتِغَالُ بِمَا لَا یَعْنِیْ شُغْلُ الْبَطَّالِیْنَ الْمُھَوِّسِیْنَ ۔ اَلْمَحْرُوْمُ رِضَا مَوْلَاہُ مَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِمَا اَمَرَ وَاشْتَغَلَ بِمَا لَمْ یُؤْمَرْ بِہٖ ھٰذَا ھُوَ الْحِرْمَانُ بِعَیْنِہٖ وَالْمَوْتُ بِعَیْنِہٖ وَالطَّرْدُ بِعَیْنِہٖ ۔ اِشْتِغَالُکَ بِالدُّنْیَا یَحْتَاجُ اِلٰی نِیَّۃٍ صَالِحَۃٍ وَّاِلَّا فَاَنْتَ مَمْقُوْتٌ ۔ اِشْتَغِلْ بِطُھْرِ قَلْبِکَ اَوَّلًا فَاِنَّہٗ فَرِیْضَۃٌ ۔ ثُمَّ تَعَرَّضْ لِلْمَعْرِفَۃِ اِذَا ضَیَّعْتَ الْاَصْلَ لَا یُقْبَلُ مِنْکَ الْاِشْتِغَالُ بِالْفَرْعِ ۔ لَا تَنْفَعُ طَھَارَۃُ الْجَوَارِحِ مَعَ نَجَاسَۃِ الْقَلْبِ ۔ طَھِّرْ جَوَارِحَکَ بِالسُّنَّۃِ وَقَلْبَکَ بِالْعَمَلِ بِالْقُرْاٰنِ اِحْفَظْ قَلْبَکَ حَتّٰی تَنْحَفِظَ جَوَارِحُکَ کُلُّ اِنَاءٍ یَّنْضَحُ بِمَا فِیْہِ ۔

میرا قلب بواسطہ خواب) اپنے پروردگار کی زیارت کیا کرتا ہے۔ ان کا قول سچا تھا کیونکہ سچی خواب (بھی ایک قسم کی) وحی خداوندی ہے۔ لہٰذا ان کی آنکھ کی ٹھنڈک نیند ہی میں تھی۔

ساٹھویں مجلس

(سہ شنبہ۔ بوقت شام۔ ۱۳ر رجب ۵۴۶ھ۔ مدرسہ معمورہ)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں یہ بھی ہے کہ اس کام کو ترک کرے جو اس کو مفید نہ ہو۔" جس شخص کا اسلام حسین اور مستحکم ہوتا ہے وہ مفید کاموں پر متوجہ اور غیر مفید سے روگرداں ہوا کرتا ہے کیونکہ غیر مفید کاموں میں لگنا اہلِ باطل اور بوالہوس لوگوں کا کام ہے اپنے آقا کی خوشنودی سے محروم ہے وہ شخص جو اس کی تو تعمیل نہ کرے جس کا وہ حکم فرمائے اور جس کا اس نے حکم نہیں دیا اس میں مشغول رہے۔ یہی اصل محرومیت اور اصل موت اور اصل مردودیت ہے۔ دُنیا (کمانے) میں تیرا مشغول ہونا اچھی نیت کا محتاج ہے۔ (کہ دین کی اعانت کے قصد سے ہو) ورنہ تو مردود ہے (اس لئے کہ غیر مفید کام میں لگنا ہے) اوّل اپنا دل پاک کرنے میں مشغول ہو۔ اس لئے کہ وہ فرض ہے اس کے بعد معرفت (حاصل کرنے) کے درپے ہو جب تو اصل (اصلاح قلب) برباد کر دیگا تو فرع (یعنی حصولِ معرفت کی ہوس) میں لگنا تجھ سے قبول نہ کیا جائے گا۔ قلب کے ناپاک ہوتے ہوئے اعضاءِ بدن کی پاکی مفید نہیں ہے۔ شریعت کے ذریعے سے اپنے اعضاءِ بدن کو پاک بنا اور قرآن پر عمل کر کے قلب کو پاک کر۔ اپنے قلب کو (غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے) محفوظ رکھ تاکہ تیرے اعضاء بھی (خلاف شرع معصیتوں سے) محفوظ رہیں۔ جس برتن میں جو چیز ہوتی ہے وہی اس سے چھلکا کرتی ہے۔ (لہٰذا)

أَيُّ شَيْءٍ كَانَ فِي قَلْبِكَ يَنْضَحُ مِنْهُ عَلَى جَوَارِحِكَ كُنْ عَاقِلًا ۔ مَا هٰذَا عَمَلُ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَيُوقِنُ بِهِ ۔ مَا هٰذَا عَمَلُ مَنْ يَتَرَقَّبُ لِقَاءَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَيَخَافُ مِنْ مُحَاسَبَتِهِ وَمُنَاقَشَتِهِ ۔ اَلْقَلْبُ الصَّحِيحُ مُمْتَلِئٌ تَوْحِيدًا وَتَوَكُّلًا وَيَقِينًا وَتَوْفِيقًا وَعِلْمًا وَإِيمَانًا وَقُرْبًا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔ يَرَى الْخَلْقَ كُلَّهُمْ بِعَيْنِ الْعَجْزِ وَالذُّلِّ وَالْفَقْرِ ۔ وَمَعَ ذٰلِكَ لَا يَتَكَبَّرُ عَلَى طِفْلٍ صَغِيرٍ مِنْهُمْ ۔ يَصِيرُ كَالسَّبُعِ وَقْتَ لِقَاءِ الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ وَالْعُصَاةِ غَيْرَةً لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔ يَصِيرُ بَيْنَ يَدَيْهِ قِطْعَةَ لَحْمٍ مُلْقَاةٍ ۔ وَيَتَوَاضَعُ وَيَذِلُّ لِلصَّالِحِينَ الْمُتَّقِينَ الْوَرِعِينَ ۔ وَقَدْ وَصَفَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْقَوْمَ الَّذِينَ هٰذِهِ صِفَاتُهُمْ فَقَالَ ۔ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۔ وَيْلَكَ يَا مُبْتَدِعُ مَا يَقْدِرُ أَنْ يَقُولَ إِنِّي أَنَا اللّٰهُ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ ۔ مُتَكَلِّمٌ لَيْسَ بِأَخْرَسَ ۔ وَلِهٰذَا أَكَّدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأَمْرَ فِي كَلَامِهِ لِمُوسٰى فَقَالَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا ۔ لَهُ كَلَامٌ يُسْمَعُ وَيُفْهَمُ ۔ قَالَ يَا مُوسٰى يَا مُوسٰى إِنِّي أَنَا اللّٰهُ

جو کچھ تیرے قلب میں ہوگا وہی تیرے اعضار پر چھلکے گا۔ سمجھدار بن (تیرے اعضار کے اعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرے قلب میں ایمان ہی نہیں اس لئے کہ) موت پر ایمان ویقین رکھنے والے کے کام یہ نہیں ہیں۔ یہ اس کے عمل نہیں ہیں جو حق تعالےٰ کی ملاقات (اور پیشی) کا دھیان رکھتا اور اس کی بازپرس اور جرح قدح سے خائف ہو۔ تندرست قلوب تو توحید و توکل اور یقین و توفیق اور علم وایمان اور حق تعالےٰ کے قرب سے لبریز ہوا کرتا ہے۔ وہ ساری مخلوق کو عجز و ذلت و فقر کی نظر سے دیکھتا (اور سب کو درماندہ وعاجز ومحتاج سمجھتا) ہے۔ اور باوجود اس کے چھوٹے سے بچہ پر بھی تکبر نہیں کرتا۔ (اس لئے اپنے آپ کو تو سب ہی سے زیادہ درماندہ سمجھتا ہے) وہ کفار ومنافقین اور اللہ کے نافرمانوں سے ملنے کے وقت غیرت خداوندی کے سبب درندہ جیسا ہوتا ہے (کہ بات بات میں پھاڑ کھانے کو دوڑتا ہے اور) حق تعالےٰ کے سامنے (زمین پر) پڑا ہوا مضغۂ گوشت ہوتا ہے (کہ نہ ہاتھ پاؤں ہیں نہ زبان) اور نیکوکار وپرہیزگار ومحتاط بندوں کے سامنے جھکتا اور تواضع کرتا ہے۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے انہیں لوگوں کی جن کے یہ حالات ہیں تعریف کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ "سخت دل ہیں کافروں پر اور رحم دل ہیں آپس میں"۔ تجھ پر افسوس اے بدعتی (جو ایجاد کردہ بدعتوں کو جزوِ مذہب اور کارِ ثواب بنا کر گویا اپنے خدا ہونے کا دعوٰی کر رہا ہے) بجز اللہ تعالےٰ کے کسی کی قدرت نہیں کہ وہ یوں کہے کہ واقعی میں ہی اللہ ہوں' (یہ کلام حق تعالےٰ کا ہے جو متکلم ہے (اور نعوذ باللہ) گونگا نہیں ہے اور اسی لئے موسٰی علیہ السلام کے ساتھ اپنے کلام فرمانے کو تاکیدی الفاظ سے ذکر فرمایا ہے (جس میں مجاز کا احتمال نہیں) چنانچہ فرمایا ہے کہ اللہ نے کلام فرمایا موسٰیؑ سے متکلم بن کر) اس کے لئے کلام ثابت ہے جو سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ اس نے موسٰیؑ سے فرمایا کہ اے موسٰی واقعی میں ہی اللہ ہوں

رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ۔ يَعْنِيْ بِقَوْلِهٖ أَنَا اللّٰهُ لِيْ
لَسْتُ بِمَلَكٍ وَلَا جِنِّيٍّ وَلَا إِنْسِيٍّ رَبُّ
الْعَالَمِيْنَ أَيْ كَذَّبَ فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْلِهٖ
أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى وَفِيْ ادِّعَائِهِ الْإِلٰهِيَّةَ
دُوْنِيْ ۔ أَنَا اللّٰهُ مَا فِرْعَوْنُ وَغَيْرُهٗ
مِنَ الْخَلْقِ ۔ لَمَّا وَقَعَ مُوْسٰى فِيْ
ذٰلِكَ الْكَرْبِ وَالضِّيْقِ بَرَزَ إِيْمَانُهٗ
وَإِيْقَانُهٗ ۔ لَمَّا وَقَعَ فِيْ ظُلْمَةِ
اللَّيْلِ وَظُلْمَةِ الْغَمِّ عَلَى الزَّوْجَةِ
لِأَجْلِ الْكَرْبِ الَّذِيْ هِيَ فِيْهِ
أَظْهَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ نُوْرًا ۔
فَقَالَ لِعَادَتِهٖ وَعِيَالِهٖ وَقُوَّتِهٖ
وَأَسْبَابِهٖ امْكُثُوْا إِنِّيْ آنَسْتُ
نَارًا ۔ إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ نُوْرًا
قَدْ رَأٰى سِرِّيْ وَقَلْبِيْ مَعْنَايَ
وَلُبِّيْ نُوْرًا ۔ قَدْ جَاءَتْنِيْ
سَابِقَتِيْ وَهِدَايَتِيْ وَجَاءَنِيْ
الْغِنٰى عَنِ الْخَلْقِ جَاءَتْنِيْ
الْوِلَايَةُ وَالْخِلَافَةُ ۔
جَاءَنِي الْأَصْلُ وَذَهَبَ
عَنِّي الْفَرْعُ ۔ جَاءَنِيْ
الْمُلْكُ وَذَهَبَ عَنِّيْ
الْخَوْفُ مِنْ فِرْعَوْنَ
وَانْتَقَلَ الْخَوْفُ
إِلَيْهِ ۔

دُنیا جہان کا پالنے والا یعنی مَیں (جس کی آواز تمہارے کان میں آ رہی
ہے۔ اللہ ہوں) کوئی فرشتہ یا انسان یا جن نہیں ہوں۔ (اور مَیں
ہی) سارے جہان کا حاکم ہوں"۔ مطلب یہ ہے کہ فرعون اپنے اِس
قول میں (جس کو اس نے بادشاہت کے غرّہ میں رعایا سے کہا ہے)
کہ میں ہی تمہارا بڑا حاکم ہوں۔ اور مجھے چھوڑ کر خود اپنے خدا ہونے کا
دعوے کرنے لگا ہے جھوٹا ہے۔ خدا مَیں ہی ہوں۔ نہ فرعون ہے
اور نہ مخلوق میں کوئی دُوسرا۔ موسٰےؑ جب واپسی مصر کے وقت
موسمی سردی و تاریکیِ شب اور حاملہ بی بی کے دردِ زہ کی اس (گونا
گوں) پریشانی و تنگی میں پڑے تو ان کا ایمان وایقان ظاہر ہُوا
(اور عطارِ نبوّت کا سبب بن گیا) جب وہ تاریکیِ شب اور بی بی کی
اس تکلیف کے سبب جس میں وہ بے چاری مُبتلا تھی غم کی اندھیری
میں پڑے تب حق تعالےٰ نے اُن کے لئے (پاس ہی کوہِ طُور پر)
نور ظاہر فرمایا (پس اُنھوں نے اپنی عادت اپنے کنبہ اپنی قوت اور
اپنے اسباب سے فرمایا کہ تم سب یہیں ٹھہرو مجھے آگ نظر آ رہی
ہے (پتہ چلانے اور تاپنے کے لئے انگارہ لانے کو وہاں جاتا ہوں
سو ظاہری مطلب تو یہ تھا مگر باطنی مُراد یہ تھی کہ) مجھے نُور نظر
آ رہا ہے۔ میرے باطن، میرے قلب میرے معنے اور میرے
اصل مغز کو نور دکھائی دے رہا ہے۔ میری تقدیر (جس میں
شاہی سفارت کا پروانہ ملنا درج تھا) اور میری (شاہی دربار میں)
راہ یابی (کا وقت) آگیا اور ساری مخلوق سے بے نیازی مجھ کو
نصیب ہوگئی۔ ولایت وخلافت (کی گھڑی) آگئی۔ جڑ میرے ہاتھ
آئی اور شاخ مجھ سے رخصت ہوئی۔ حقیقی بادشاہ میرے ہاتھ
لگا اور (جھوٹی و ناپائیدار) بادشاہت رُوچکر ہوئی۔ فرعون
کی طرف سے میرا خوف دُور ہوا اور اب وہ خوف اسی شہنشاہِ
ازلی کی طرف منتقل ہوگیا۔ (الغرض) اپنے متعلقین

وَدَّعَ اَهْلَهٗ وَسَلَّمَهُمْ اِلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَسَارَ
فَلَاجَرَمَ خَلَفَهٗ فِيْهِمْ ۞ هٰكَذَا الْمُؤْمِنُ اِذَا
قَرَّبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَدَعَاهُ اِلٰى قُرْبِهٖ ۞
يَنْظُرُ قَلْبُهٗ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّوَرَاءً وَّاَمَامًا
فَيَرَى الْجِهَاتِ كُلَّهَا مَسْدُوْدَةً غَيْرَ جِهَةِ
الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ ۞ فَيُخَاطِبُ نَفْسَهٗ وَ
هَوَاهُ وَجَوَارِحَهٗ وَعَادَتَهٗ وَاَهْلَهٗ وَ
جَمِيْعَ مَا كَانَ عَلَيْهِ ۞ اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نُوْرَ
الْقُرْبِ مِنْ رَّبِّىْ عَزَّ وَجَلَّ فَاَنَا سَائِرٌ
اِلَيْهِ ۞ وَاِنْ كَانَ لِىْ عَوْدَةٌ رَجَعْتُ
اِلَيْكُمْ ۞ يُوَدِّعُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا
وَالْاَسْبَابَ وَالشَّهَوَاتِ ۞ يُوَدِّعُ
الْخَلْقَ كُلَّهُمْ ۞ يُوَدِّعُ كُلَّ
مُحْدَثٍ وَّكُلَّ مَصْنُوْعٍ وَّيَسِيْرُ
اِلَى الصَّانِعِ ۞ فَلَاجَرَمَ يَتَوَلَّى
الْحَقُّ عَزَّ وَجَلَّ اَهْلَهٗ وَوَلَدَهٗ
وَجَمِيْعَ اَسْبَابِهٖ ۞ مِنَ الْحَالِ
مَا يُكْتَمُ عَنِ الْبُعَدَاءِ لَا عَنِ
الْقُرَبَاءِ ۞ عَنِ الْمُبْغِضِيْنَ
لَا عَنِ الْمُحِبِّيْنَ ۞ يُكْتَمُ عَنِ
الْاَغْلَبِ لَا عَنِ النَّادِرِ ۞
هٰذَا الْقَلْبُ اِذَا صَحَّ وَ
صَفَا سَمِعَ مُنَادَاةَ الْحَقِّ
عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جِهَاتِهِ
السِّتِّ ۞

سے رخصت ہوئے اور انہیں اپنے رب کو سونپ کر (اس نور
کی طرف) چل کھڑے ہوئے۔ پس ضرور ہوا کہ ان کے متعلقین
کی حفاظت ان کے بعد خود فرمائے (چنانچہ سب نے دیکھ لیا کہ
کسی کا حال بھی بیگانہ ہوا اور ہوئے پیغمبر بن کر سب آملے) یہی حالت
مؤمن کی ہے کہ جب حق تعالےٰ اس کو مقرب بناتا اور اپنے دروازۂ قرب
کی طرف بُلا لیتا ہے تو اس کا قلب (حیران ہوکر) دائیں بائیں اور آگے
پیچھے چار طرف نگاہ ڈالتا ہے (کہ یہ روشنی کدھر سے نظر آئی) پس
حق تعالےٰ کی جہت کے سوائے ساری جہتیں مسدود پاتا ہے تب
(شاہی بلاوے کا یقین کرتا اور) اپنے نفس اور اپنی خواہش، اپنے
اعضاء اپنی عادت اپنے متعلقین اور جس علاقہ سے بھی واسطہ تھا
سب سے خطاب کرتا ہے کہ (**صاحبو رخصت ہوؤ**) میں نے
اپنے پروردگار کی جانب سے قُرب کا نور دیکھ پایا ہے۔ سو میں
تو اس کی طرف جاتا ہوں اور اگر مجھ کو لوٹنا نصیب ہوا تو تمہاری
طرف لوٹ آؤں گا (کہ تم کو بھی اُس نور کی رہبری کروں گا ورنہ
نہ ہے نصیب کہ وہیں ختم ہو جاؤں) غرض وہ دُنیا اور مافیہا
اور اسباب اور جُملہ خواہشات کو رخصت کر دیتا ہے۔ ہر نو پیدا
اور ہر مصنوع کو الوداع کہتا اور صانع کی طرف سفر اختیار کرتا ہے
پس ضروری بات ہے کہ حق تعالےٰ اس کے بی بی بچوں اور جملہ اسبا
کا کفیل وکارساز بنے۔ بعض احوال (راز کے درجہ میں ہوتے ہیں جو)
دُور والوں سے مخفی رکھے جاتے ہیں نہ کہ پاس والوں سے۔ اُن سے
چھپائے جاتے ہیں جن کے ساتھ بغض ہے نہ کہ اُن سے جن کے ساتھ
محبت ہے۔ اکثروں سے تو مخفی ہی رکھے جاتے ہیں) اور شاذ و نادر افراد
سے نہیں (اس لئے کہ محبوب کم ہی افراد ہوتے ہیں) قلب جس وقت
درست اور صاف ہو جاتا ہے تو چھیوں جانبوں سے ندائے حق سُنتا ہے
(اس لئے کہ نہ حق تعالےٰ مکان میں متمکن ہے اور نہ اس کے کلام؟

يَسْمَعُ مُنَادَاةَ كُلِّ نَبِيٍّ وَّرَسُوْلٍ وَّصِدِّيْقٍ وَّوَلِيٍّ ❁
فَحِيْنَئِذٍ يَقْرُبُ مِنْهُ فَيَصِيْرُ حَيَاتُهُ الْقُرْبَ مِنْهُ
وَمَوْتُهُ الْبُعْدَ عَنْهُ ❁ يَصِيْرُ رِضَاهُ فِيْ مُنَاجَاتِهٖ
لَهٗ ❁ يَقْنَعُ بِذٰلِكَ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ ❁ لَا يُبَالِيْ
بِذَهَابِ الدُّنْيَا عَنْهُ ❁ لَا يُبَالِيْ بِالْجُوْعِ
وَالْعَطَشِ وَالْعُرْيِ وَكَسْرِ الْاَعْرَاضِ ❁
رِضَا الْمُرِيْدِ فِي الطَّاعَاتِ ❁ وَرِضَا الْعَارِفِ
الْمُرَادِ فِي الْقُرْبِ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ❁ يَا
مُتَصَنِّعُ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَنْتَ عَلَيْهِ ❁ مَا يَتِمُّ
هٰذَا الْاَمْرُ بِصِيَامِ النَّهَارِ وَقِيَامِ
اللَّيْلِ وَالتَّخَشُّنِ فِي الْمَطْعَمِ وَالْمَلْبَسِ
مَعَ وُجُوْدِ النَّفْسِ وَالْهَوٰى وَالطَّبْعِ
وَالْجَهْلِ وَرُؤْيَةِ الْخَلْقِ ❁ لَا يَجِيْءُ
بِهٰذَا شَيْءٌ ❁ وَيْلَكَ اَخْلِصْ وَتَخَلَّصْ
اُصْدُقْ وَقَدْ وَصَلْتَ وَقَرُبْتَ ❁ عَلِّ
هِمَّتَكَ وَقَدْ عَلَوْتَ ❁ سَلِّمْ وَقَدْ سَلِمْتَ
وَافِقْ وَقَدْ وُفِّقْتَ ❁ اِرْضَ وَقَدْ رَضِيَ
عَنْكَ ❁ اِشْرَعْ اَنْتَ وَقَدْ تَمَّمَ
الْحَقُّ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ❁ اَللّٰهُمَّ تَوَلَّ
اُمُوْرَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ❁ لَا
تَكِلْنَا اِلٰى نُفُوْسِنَا وَلَا اِلٰى اَحَدٍ
مِّنْ خَلْقِكَ ❁ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَقُوْلُ اللهُ
عَزَّ وَجَلَّ لِجِبْرِيْلَ ❁ يَا جِبْرِيْلُ
اَنِمْ فُلَانًا وَّاَقِمْ فُلَانًا ❁ هٰذَا عَلٰى وَجْهَيْنِ

آواز کسی خاص جانب میں محدود ہو سکتی ہے) وہ ہر نبی و رسول اور صدیق و ولی کی نداؤں کو سنتا ہے پس اس وقت اس کے قریب پہنچتا (اور پروانہ وار اس پر گرتا) ہے کہ اس کی زندگی اس کا قرب بن جاتا ہے اور اس کی موت اس سے دوری۔ اس کی شادمانی اس کے ساتھ سرگوشی رکھنے میں ہے کہ اس پر قانع بن کر ہر شے سے بے نیاز بن جاتا ہے۔ نہ اس کو اپنی دنیا برباد ہونے کی پروا ہوتی ہے اور نہ وہ بھوک پیاس برہنگی اور آبروریزی کی پروا کرتا ہے۔ (مرید یعنی طالب محب) کی خوشنودی طاعتوں میں ہے اور عارف مطلوب (یعنی محبوب) کی خوشنودی قرب خداوندی میں۔ اے **صاحبِ تصنع** یہ چیز کیا ہے جس پر تو (ریجھا ہوا) ہے یہ (ولایت و قربِ حق کا) کام نفس و خواہش و طبیعت و جہالت اور مخلوق پر نظر ہوتے ہوئے دنوں روزہ رکھنے، راتوں تہجد پڑھنے، اور کھانے پہننے میں تنگی و رکھاوٹ برتنے سے پورا نہیں ہوا کرتا اس سے تو کچھ بھی نہ آئے گا۔ تجھ پر افسوس۔ مخلص بن اور (پابندی اسباب سے) رہائی حاصل کر۔ (طالب) صادق بن کہ وصول و قرب نصیب ہوگا۔ اپنی ہمت بلند رکھ کہ بلندی حاصل ہوگی۔ شانِ تسلیم اختیار کر کہ (سب کچھ) تیرے حوالہ کر دیا جائیگا (قضا و قدر کی) موافقت کر کہ (قضا و قدر خادم بن کر) تیری موافقت کرنے لگیں (خدا کو) خوش کر کہ (ہر چیز) تجھ سے راضی رہنے لگے گی۔ شروع تو کر تکمیل حق تعالےٰ فرمائیگا۔ بارِ الٰہا دُنیا و آخرت میں ہمارے کاموں کا کفیل بن جا اور ہمکو ہمارے نفسوں اور مخلوق میں کسی ایک کے بھی حوالہ نہ کر۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "حق تعالےٰ جبریلؑ کو حکم دیا کرتا ہے کہ اے جبریل فلاں شخص کو سلاؤ اور فلاں شخص کو اٹھاؤ" اس کی دو تفسیریں ہیں۔

أَقِمْ فُلَانًا الْمُحِبَّ وَأَنِمْ فُلَانًا الْمَحْبُوبَ۔ هٰذَا
قَدِ ادَّعٰى مَحَبَّتِيْ لَابُدَّ أَنْ أُنَاقِشَهٗ وَأُقِيْمَهٗ مَقَامَهٗ۔
حَتّٰى يَتَسَاقَطَ عَنْهُ أَوْرَاقُ وُجُوْدِهٖ مَعَ غَيْرِيْ۔ أُقِيْمُهٗ
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ بُرْهَانُ دَعْوَاهُ۔ حَتّٰى تَتَحَقَّقَ مَحَبَّتُهٗ
وَأَنِمْ فُلَانًا لِأَنَّهٗ مَحْبُوْبٌ۔ طَالَ مَا تَعِبَ مَا بَقِيَتْ
عِنْدَهٗ بَقِيَّةٌ مِّنْ غَيْرِيْ۔ اِتَّحَدَتْ مَحَبَّتُهٗ لِيْ
وَتَحَقَّقَتْ دَعْوَاهُ وَبُرْهَانُهٗ وَوَفَاؤُهٗ بِعَهْدِيْ۔
جَاءَتِ النَّوْبَةُ إِلٰى وَفَائِيْ بِعَهْدِهٖ۔ هُوَ ضَيْفٌ
وَالضَّيْفُ لَا يُسْتَخْدَمُ وَيُتْعَبُ۔ أُنَوِّمُهٗ فِيْ
حِجْرِ لُطْفِيْ وَأُقْعِدُهٗ عَلٰى مَائِدَةِ فَضْلِيْ۔ أُوْنِسُهٗ
بِقُرْبِيْ وَأُغَيِّبُهٗ عَنْ غَيْرِيْ۔ قَدْ صَحَّتْ
مَوَدَّتُهٗ۔ فَإِذَا صَحَّتِ الْمَوَدَّةُ زَالَ
التَّكْلِيْفُ۔ اَلْوَجْهُ الْآخَرُ أَنِمْ فُلَانًا
فَإِنِّيْ أَكْرَهُ صَوْتَهٗ۔ وَأَقِمْ فُلَانًا
فَإِنِّيْ أُحِبُّ سَمَاعَ صَوْتِهٖ۔ إِنَّمَا
يَصِيْرُ الْمُحِبُّ مَحْبُوْبًا إِذَا طَهُرَ
قَلْبُهٗ عَمَّا سِوٰى مَوْلَاهُ عَزَّ وَ
جَلَّ۔ إِذَا تَمَّ تَوْحِيْدُهٗ وَ
تَوَكُّلُهٗ وَإِيْمَانُهٗ وَ
إِيْقَانُهٗ وَمَعْرِفَتُهٗ صَارَ
حِيْنَئِذٍ مَحْبُوْبًا۔ يَذْهَبُ
الشَّقَاءُ وَ
تَجِيْئُهُ
الرَّاحَةُ۔

ایک یہ کہ فلاں محب کو اٹھادو (کہ کمربستہ ہو کر ریاضت میں لگے) اور فلاں شخص یعنی محبوب کو سُلادو (کہ آرام کرے) یہ محب تو چوں کہ میری محبت کا مدعی بنا ہے اس لئے ضروری ہے کہ میں اس سے جرح کروں اور اس کو (ثبوت پر ثبوت پیش کرنے کے لئے) اس کی جگہ پر کھڑا رکھوں یہاں تک کہ میرے اغیار کے ساتھ اس کے وجود کے پتے اس (کے درخت وجود) سے جھڑ جاویں۔ اس کو کھڑا رکھو یہاں تک کہ اس کے دعوے کا ثبوت واضح ہو جائے۔ یہاں تک کہ اس کی محبت ثابت ہو جائے۔ اور فلاں شخص کو سُلادو اس لئے کہ وہ محبوب ہے۔ مدتوں اس نے مشقت اٹھائی ہے۔ اس کے پاس میرے اغیار میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا ہے۔ اس کی محبت میرے لئے متحد بن گئی اور اس کا دعوےٰ اور دلیل اور وفا عہد پایہ ثبوت کو پہنچ لیا ہے۔ اب میرا نمبر اور میری وعدہ وفائی کا وقت آلیا ہے وہ مہمان ہے اور مہمان سے نہ خدمت لی جایا کرتی ہے نہ مشقت میں اس کو اپنے لُطف کی گود میں سُلاؤں گا اور اپنے فضل کے دسترخوان پر بٹھاؤں گا۔ اپنے قرب سے اس کو مانوس بناؤں گا اور اغیار (کی نظروں) سے اس کو غائب رکھوں گا۔ اس کی محبت صحیح ہو چکی ہے اور جب محبت صحیح ہو جاتی ہے تو تکلیف زائل ہو جاتی ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ فلاں (بددین ریاکار) کو سُلادو کیونکہ مجھے اس کی آواز ناگوار گذرتی ہے۔ اور فلاں (مخلص تہجد گذار) کو اُٹھادو کیونکہ مجھ کو اس کی آواز کا سُننا پیارا معلوم ہوتا ہے۔ محب جو محبوب بنتا ہے تو اُس وقت بنتا ہے جب کہ اُس کا قلب اپنے مولیٰ کے ماسوا سے پاک ہو جائے۔ جس وقت اس کی توحید اس کا توکل اس کا ایمان اس کا ایقان اور اس کی معرفت کامل ہو جاتی ہے تو اس وقت وہ محبوب بن جاتا ہے کہ مشقت اس سے جاتی رہتی ہے اور راحت آجاتی ہے

مَنْ اَحَبَّ بَعْضَ الْمُلُوْكِ وَبَيْنَهٗ مُسَافَةٌ بَعِيْدَةٌ * غَلَبَ عَلَيْهِ الْحُبُّ خَرَجَ هَائِمًا عَلٰى وَجْهِهٖ قَاصِدًا اِلٰى بَلَدِهٖ * يُوَاصِلُ الضِّيَاءَ بِالظَّلَامِ فِى السَّيْرِ * يَحْتَمِلُ الْمَشَاقَّ وَالْمَخَاوِفَ * لَا يَهْنَأُ بِاَكْلٍ وَّلَا شُرْبٍ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى بَابِ دَارِهٖ * وَعِنْدَ الْمَلِكِ خَبَرٌ بِحَالِهٖ * فَيَخْرُجُ لَهٗ غِلْمَانُهٗ * فَيُرَحِّبُوْنَ بِهٖ وَيَحْمِلُوْنَهٗ اِلَى الْحَمَّامِ * فَيُزِيْلُوْنَ وَسَخَهٗ وَيُلْبِسُوْنَهٗ اَحْسَنَ الثِّيَابِ وَيُطَيِّبُوْنَهٗ وَيُحْضِرُوْنَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ * فَيُؤَانِسُهٗ وَيُكَلِّمُهٗ وَيَسْاَلُهٗ عَنْ حَالِهٖ * وَيُزَوِّجُهٗ بِاَحْسَنِ جَوَارِيْهِ * وَيُنْعِمُ عَلَيْهِ مِنْ مُّلْكِهٖ * وَيَصِيْرُ مَحْبُوْبَهٗ * فَهَلْ يَبْقٰى بَعْدَ ذٰلِكَ خَوْفٌ اَوْ تَعَبٌ * اَوْ يَتَمَنَّى الْعَوْدَ اِلٰى بَلَدِهٖ * كَيْفَ يَتَمَنّٰى فِرَاقَهٗ وَقَدْ صَارَ عِنْدَهٗ مَكِيْنًا اَمِيْنًا * هٰذَا الْقَلْبُ اِذَا وَصَلَ اِلَى الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ صَارَ مُمَكَّنًا مِّنْ قُرْبِهٖ وَمُنَاجَاتِهٖ * اَمِيْنًا عِنْدَهٗ فَلَا يَتَمَنَّى الرُّجُوْعَ عَنْهُ اِلٰى غَيْرِهٖ *

کوئی شخص جو کسی بادشاہ سے محبت کرے اور دونوں کے درمیان بہت دُور کا فصل ہو (تو آخر کار جب) اس پر محبت کا غلبہ ہوتا ہے تو سراسیمہ و پریشان اس کے شہر کا رُخ کر کے نکل پڑتا ہے کہ چلنے میں دنوں کو راتوں سے ملاتا (اور لگاتار سفر میں لحظہ بھر بھی کہیں ٹھہرنا پسند نہیں کرتا) طرح طرح کی مشقتیں اور خطرات برداشت کرتا ہے اور (اس شوق میں کہ) کسی طرح اس کے گھر کے دروازہ تک پہنچ جائے اس کو نہ کھانا اچھا لگتا ہے نہ پینا اور (ادھر) بادشاہ کو بھی اس کے حال کی خبر ہوتی ہے (کہ ہمارا فلاں عاشق بھوکا پیاسا بیابان قطع کرتا ہوا آرہا ہے) تو اُس کے خدمت گار اس کے (استقبال کے) لئے نکلتے ہیں پس اس کو خوش آمدید کہتے اور حمام کی طرف ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں۔ اس کا میل کچیل دُور کرتے اور اُس کو عمدہ سے عمدہ لباس پہناتے (خوشبو لگا کر) اس کو معطر کرتے اور بادشاہ کے سامنے اس کو حاضر کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کو آرام سے بٹھاتا۔ اُس سے (میٹھی میٹھی) باتیں کرتا۔ اُس سے اس کا حال پُوچھتا ہے (کہو ہجر کے زمانہ میں کیا گذری) اس کے بعد اپنی حسین سے حسین کنیز اس کی زوجیت میں دیتا۔ اپنے ملک کا کوئی حصہ (جاگیر بنا کر) اس کو انعام میں بخشتا ہے (کہ جاؤ اس کا انتظام کرو) اور وہ اُسکا محبوب بن جاتا ہے۔ اب (تم ہی بتاؤ) کیا اس کے بعد کسی قسم کا خوف یا تکان باقی رہے گا؟ یا وہ اپنے وطن کی طرف واپس آنیکی آرزو کرے گا؟ بھلا ایسے (منعم و محبوب بادشاہ) کے فراق کی کس طرح تمنا کرنے لگا ہے۔ حالانکہ اس کے نزدیک بارسوخ و معتمد بن چکا ہے۔ یہ قلب جب حق تعالےٰ تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے قرب و مناجات میں راسخ اور اس کے نزدیک صاحب امن بن جاتا ہے۔ پس اس کو چھوڑ کر غیروں کی طرف واپس آنیکا متمنی نہیں

ووصول القلب إلى هذا المقام بأداء الفرائض والصبر عن الحرام والشهوات ؛ وتناول المباح والحلال لا بالهوى والشهوة والوجود ؛ واستعمال الورع الشافي والزهد الكامل ؛ وهو ترك ما سوى الله عز وجل ومخالفة النفس والهوى والشيطان وطهارة القلب من الخلق في الجملة ؛ واستواء الحمد والذم والعطاء والمنع والحجر والمدر ؛ أول هذا الأمر شهادة أن لا إله إلا الله ؛ وانتهاؤه استواء الحجر والمدر ؛ من صح قلبه واتصل بربه عز وجل استوى عنده الحجر والمدر ؛ والحمد والذم ؛ السقم والعافية ؛ الغنى والفقر ؛ إقبال الدنيا وإدبارها ؛ من صح له هذا أماتت نفسه وهواه وخمدت نائرة طبعه وذل شيطانه له ؛ تحتقر الدنيا وأربابها عند قلبه وتعظم الآخرة وأربابها عنده ؛ ثم يعرض عنهما ويقبل على مولاه عز وجل ؛ يصير لقلبه درب في وسط الخلق يجوز فيه إلى الحق ؛ يتفرقون دونه يمينا وشمالا ؛ يتنحون ويخلون الطريق له يفرون من نار صدقه وهيبة سره ؛ من صح له هذا لا يرده راد ولا يصده صاد عن باب الحق عز وجل ؛ لا ترد رايته ؛ ولا يهزم جيشه ؛ ولا يسكت طيره ؛ ولا يكل سيفه

ہوتا۔ اور قلب کا اس مرتبہ تک پہنچنا فرائض کے ادا کرنے، حرام اور مشتبہ چیزوں سے رُکا رہنے مباح و حلال کا خواہش و شہوت و وجود کے بغیر استعمال کرنے اور پورا تقویٰ اور کامل زُہد اختیار کرنے سے ہوگا کہ ماسوائے اللہ کو ترک اور نفس و خواہش و شیطان کی مخالفت کرے اور قلب کو تمامی مخلوق سے پاک بنالئے اور یہ کہ مدح و ذم اور عطا و منع اور پتھر و ڈھیلے (اس کے نزدیک) برابر ہو جاویں۔ اس (طریقت) کی ابتدا تو اس مضمون کی شہادت ہے کہ "کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے" اور انتہا پتھر (یعنی چاندی سونے) اور کچے ڈھیلوں کا مساوی بن جانا ہے جس شخص کا قلب درست اور اپنے پروردگار سے متصل ہو جاتا ہے اُس کے نزدیک (چاندی سونے کے) پتھر اور مٹی کے ڈھیلے برابر ہو جاتے ہیں۔ نیز مدح اور ذم۔ بیماری و تندرستی۔ تونگری و مفلسی اور دنیا کا سامنے آنا اور پیٹھ دینا سب مساوی بن جاتا ہے۔ جس کے لئے یہ حالت صحیح ہو گئی۔ اس کا نفس اور خواہش مرجاتی اور اُس کی طبیعت کی حرارت بجھ جاتی اور اس کا شیطان اس کا مطیع ہو جاتا ہے۔ دنیا اور اہلِ دنیا اس کے قلب کے نزدیک حقیر اور آخرت و اہلِ آخرت اس کے نزدیک باعظمت بنجاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ان دونوں سے بھی رُخ پھیرتا اور اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس کے قلب کے لئے مخلوق کے درمیان ایک کوچہ ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں گذرتا ہوا حق تعالیٰ تک (پہنچ جاتا ہے) اور سب (اس کا راستہ چھوڑ) دائیں بائیں ہٹ جاتے اور ایک کنارہ ہو کر اس کے لئے راستہ خالی کر دیتے اور اس کے صدق کی آگ اور باطن کی ہیبت سے بھاگتے ہیں جس کیلئے یہ درست ہو جاتا ہے تو نہ اس کو کوئی لوٹانے والا لوٹا سکتا ہے اور نہ اس کو کوئی روکنے والا روک سکتا ہے۔ نہ اس کا (سرداری) جھنڈا (کسی مخالف کی مخالفت سے) واپس کیا جا سکتا ہے۔ نہ اسکے لشکر کو شکست دیجا سکتی ہے نہ اس کے (چہچہانے والے) پرند کو چُپ کیا جا سکتا ہے۔ نہ اس کی شمشیرِ توحید کُند ہو سکتی ہے۔ نہ اس کے

تَوْحِیْدِہٖ ، وَلَا تَعْیَا خُطُوَاتُ اِخْلَاصِہٖ ، وَلَا
یَعْسُرُ عَلَیْہِ اَمْرُہٗ ، وَلَا یَثْبُتُ بَیْنَ یَدَیْہِ بَابٌ
وَّلَا غَلْقٌ ، تَطِیْرُ الْاَبْوَابُ وَالْاَغْلَاقُ ، وَتَنْفَتِحُ
الْجِھَاتُ ، لَا یَقِفُ بَیْنَ یَدَیْہِ شَیْءٌ حَتّٰی یَقِفَ
بَیْنَ یَدَیِ الرَّبِّ ، فَھُنَاکَ یَلْطُفُ اِلَیْہِ وَیُنَوِّمُہٗ
فِیْ حِجْرِہٖ ، فَیُطْعِمُہُ الْفَضْلَ وَیَسْقِیْہِ الْاُنْسَ
فَحِیْنَئِذٍ یَرٰی مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ
وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ، رُجُوْعُ ھٰذَا الْعَبْدِ اِلَی
الْخَلْقِ سَبَبُ ھِدَایَتِھِمْ وَمُلْکِھِمْ ، وَنَعِیْمُھُمْ
مُلْکُ ھٰذَا الْعَبْدِ الَّذِیْ وَصَلَ اِلَیْہِ وَالَّذِیْ
رَاٰہُ وَمَا سِوَاہُ شُغْلُ الْخَلْقِ ، بَصِیْرٌ مُطْرِقًا
لِلْخَلْقِ جِھْبَذًا سَفِیْرًا دَالًّا اِلٰی بَابِ الْحَقِّ
عَزَّوَجَلَّ ، فَحِیْنَئِذٍ یُدْعٰی فِی الْمَلَکُوْتِ
عَظِیْمًا ، یَکُوْنُ الْخَلْقُ کُلُّھُمْ تَحْتَ
اَقْدَامِ قَلْبِہٖ وَیَسْتَظِلُّوْنَ بِظِلِّہٖ ،
لَا تَھْذِیْ اَنْتَ تَدَّعِیْ مَا لَیْسَ لَکَ
وَمَا لَیْسَ عِنْدَکَ ، اَنْتَ نَفْسُکَ
مُسْتَوْلِیَۃٌ عَلَیْکَ وَالْخَلْقُ
وَالدُّنْیَا کُلُّھَا فِیْ قَلْبِکَ ، ھُمَا فِیْ
قَلْبِکَ اَکْبَرُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَ
جَلَّ ، اَنْتَ خَارِجٌ عَنْ
حَدِّ الْقَوْمِ وَعَدِّھِمْ ، اِنْ اَرَدْتَّ
الْوُصُوْلَ اِلٰی مَا اَشَرْتُ
اِلَیْہِ فَاشْتَغِلْ
بِطَھَارَۃِ قَلْبِکَ

قدم ہائے اخلاص تھک سکتے ہیں نہ اس کا کام اس پر دشوار رہتا ہے نہ اس کے سامنے کوئی دروازہ یا قفل قائم رہتا ہے۔ سارے دروازے اور قفل اُڑ جاتے اور ساری اطراف کھل جاتی ہیں ۔ کوئی چیز بھی اس کے سامنے نہیں ٹھیرتی۔ یہاں تک کہ پروردگار کے سامنے آ ٹھیرتا ہے۔ پس وہ اس پر شفقت فرماتا اور اس کو اپنی گود میں سلا لیتا ہے کہ اپنا فضل اُس کا کھانا بناتا ہے اور اپنا اُنس اُس کا پانی۔ پس اُس وقت اس کو وہ (لذت) میسّر آتی ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گذرا ہے ۔ (اب اس بندہ کا مخلوق کی طرف آنا) ان کی اور ان کے ملک کی بہبودی کا سبب ہوتا ہے اور اس بندہ کی بادشاہت جو خدا تک پہنچ لیا اور خدا کو اور اس کے ماسوا مخلوق کے شغل کو دیکھ چکا ہے۔ ساری مخلوق پر عام ہوتی ہے ۔ وہ مخلوق کو حق تعالےٰ کے دروازہ تک پہنچانے کے لئے راستہ طے کرنے والا (نشیب و فراز سے) باخبر درمیانی واسطہ اور راہبر بن جاتا ہے۔ پس اُس وقت وہ عالمِ ملکوت میں معظم (کے خطاب سے) پکارا جاتا ہے کہ ساری مخلوق اُس کے قلب کے تلووں کے نیچے ہوتی اور سب اس کے ظل (حمایت) سے منتفع ہوتے ہیں (اے نا اہل واعظ) بکواس مت کر، تُو ایسی چیز کا دعویٰ کر رہا ہے جو تجھ کو حاصل نہیں اور تیرے پاس بھی نہیں پھٹکی۔ تیری حالت یہ ہے کہ تیرا نفس تجھ پر قبضہ جمائے ہوئے اور مخلوق اور دُنیا سب تیرے قلب میں بھری ہوئی ہے یہی دونوں تیرے قلب میں حق تعالےٰ سے برتر (بنی ہوئی) ہیں۔ تو اللہ والوں کی گنتی اور شمار سے بھی خارج ہے۔ جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں۔ اگر تو وہاں تک پہنچنا چاہتا ہے تو اپنے قلب کو جملہ اشیاء سے پاک کرنے میں مشغول ہو۔ آحکاما

عَنِ الْاَشْیَاءِ کُلِّهَا امْتَثِلِ الْاَوَامِرَ وَانْتَهِ عَنِ النَّوَاهِیْ ؛ وَاصْبِرْ مَعَ الْقَدَرِ وَاَخْرِجِ الدُّنْیَا مِنْ قَلْبِكَ ؛ وَبَعْدَ هٰذَا تَعَالَ اِلَیَّ حَتّٰی اَتَکَلَّمَ مَعَكَ وَاُخْبِرَكَ بِمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ ؛ اِنْ فَعَلْتَ هٰذَا حَصَلَ لَكَ الَّذِیْ تُرِیْدُ ؛ وَقَبْلَ هٰذَا فَالْکَلَامُ هَذَیَانٌ وَیْحَكَ اَنْتَ تَعُوْزُكَ لُقْمَةٌ ؛ تَضِیْعُ مِنْكَ حَبَّةٌ اَوْ یَنْکَسِرُ لَكَ عِرْضٌ تَقُوْمُ قِیَامَتُكَ ؛ وَتَعْتَرِضُ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ؛ تُخْرِجُ غَیْظَكَ فِیْ ضَرْبِ زَوْجَتِكَ وَوَلَدِكَ ؛ وَتَسُبُّ دِیْنَكَ وَنَبِیَّكَ ؛ لَوْ کُنْتَ عَاقِلًا مِنْ اَهْلِ الْیَقْظَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ لَخَرِسْتَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ؛ وَلَرَاَیْتَ جَمِیْعَ اَفْعَالِهٖ نِعْمَةً فِیْ حَقِّكَ وَنَظَرًا لَكَ ؛ اِذًا وَافَقْتَ وَلَمْ تُنَازِعْ ؛ وَشَکَرْتَ وَلَمْ تَکْفُرْ ؛ وَرَضِیْتَ وَلَمْ تَسْخَطْ ؛ وَسَکَتَّ وَلَمْ تَشْکُ ؛ یُقَالُ لَكَ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ ؛ یَا مُسْتَعْجِلُ اِصْبِرْ وَقَدْ اَکَلْتَ طَیِّبًا هَنِیْئًا ؛ اَنْتَ مَا تَعْرِفُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ؛ لَوْ عَرَفْتَهٗ مَا شَکَوْتَ مِنْهُ اِلٰی غَیْرِهٖ ؛ لَوْ عَرَفْتَهٗ لَخَرِسْتَ بَیْنَ یَدَیْهِ ؛ وَلَمْ تَطْلُبْ مِنْهُ وَلَمْ تُلِحَّ عَلَیْهِ بِدُعَائِكَ ؛ بَلْ کُنْتَ تُوَافِقُهٗ وَتَصْبِرُ مَعَهٗ کُنْ عَاقِلًا مَا تَحْتَاجُ اِلٰی تَزْکِیَةٍ ؛ کُلُّ فِعْلِهٖ مَصْلَحَةٌ ؛ یَبْتَلِیْكَ لِیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُ ؛ یَخْتَبِرُكَ هَلْ اَنْتَ وَاثِقٌ بِوَعْدِهٖ هَلْ اَنْتَ عَالِمٌ بِاَنَّهٗ نَاظِرٌ اِلَیْكَ وَعَلِیْمٌ بِكَ ؛ اَمَا تَعْلَمُ اَنَّ الرِّکَابِیَّ اِذَا کَانَ فِیْ دَارِ الْمَلِكِ

کی تعمیل کر اور ممنوعات سے باز آ اور تقدیر پر صابر بن اور دُنیا کو اپنے دل سے نکال اور اس کے بعد میرے پاس آ تاکہ میں تجھ سے باتیں کروں اور اس سے پرے کی بات بتاؤں اگر تو نے ایسا کیا تو جو بات تو چاہتا ہے وہ تجھ کو حاصل ہو جائیگی اور اس سے پہلے تو وعظ کہنا بکواس ہی بکواس ہے۔ افسوس تیری یہ حالت ہے کہ ایک لقمہ کا اگر تو حاجت مند ہو یا ایک دانہ جاتا ہے یا ذرا سا آبرو میں فرق آجائے تو قیامت آجاتی ہے اور تو حق تعالیٰ پر اعتراض کرتا اور اپنے بی بی بچوں کی مارپیٹ میں اپنا غصہ نکالتا اور اپنے مذہب اور پیغمبر کو سخت سست کہنے لگتا ہے۔ اگر تو صاحب عقل اور بیداری و مراقبہ والے گروہ میں سے ہوتا تو حق تعالیٰ کے سامنے بے زبان بنا رہتا اور اس کے جملہ افعال کو اپنے حق میں نعمت اور مصلحت سمجھتا۔ موافقت کرتا۔ منازعت نہ کرتا۔ اور شکرگذار بنتا ناشکرگذار نہ بنتا اور راضی رہتا۔ ناراض نہ ہوتا۔ اور سکوت اختیار کرتا شکوہ نہ کرتا اس وقت (تیری جملہ ضروریات پوری کی جاتیں اور) تجھ سے کہا جاتا کہ "کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے۔ اے **جلد باز** ذرا صبر کر کہ رچتا پچتا کھانا نصیب ہوگا۔ تو حق تعالےٰ سے واقف نہیں ہے اگر اس سے واقف ہوتا تو اس کی شکایت دُوسروں سے کبھی نہ کرتا۔ اگر تو اس سے واقف ہوتا تو اس کے سامنے گونگا بنا رہتا اور نہ اس سے کچھ مانگتا اور نہ اپنی دُعا میں اصرار کرتا بلکہ اس کی موافقت کرتا (کہ جب چاہے اور جتنا چاہے دے) اور اس کے ساتھ صابر بنا رہتا۔ جب تک تو تزکیۂ نفس کا محتاج رہے تو عقل سے کام لے (کہ امتحان کے بغیر تزکیہ نہیں ہو سکتا) اس کا ہر فعل مصلحت سے ہے۔ وہ تجھ کو آزماتا ہے تاکہ دیکھے کہ تو کیسے کام کرتا ہے۔ تیری جانچ فرماتا ہے کہ تجھ کو اس کے وعدہ پر اعتماد بھی ہے (یا نہیں اور) تو جانتا بھی ہے یا نہیں کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے اور تیرے حال سے واقف ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ مزدور جب شاہی مکان میں

وَطَلَبَ الْبَدَلَ كَانَ سَفَاهَةً مِّنْهُ وَشَرَهًا ، يُخْرَجُ فِي الْحَالِ مِنَ الدَّارِ ، وَيُقَالُ لَهُ هٰذَا يَحْتَاجُ إِلَى الطَّلَبِ ، لَا يَكْمُلُ إِيْمَانُ الْمُؤْمِنِ وَفِي قَلْبِهِ حِرْصٌ وَلَا شَرَهٌ وَلَا طَلَبٌ وَلَا مَنْ يَخَافُهُ وَيَرْجُوْهُ مِنَ الْخَلْقِ ، هٰذَا يَصِحُّ لَهُ بِالْفِكْرِ الدَّائِمِ وَالنَّظَرِ إِلَى الْأُصُوْلِ وَالْفُرُوْعِ ، بِالتَّفَكُّرِ فِي أَحْوَالِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ ، وَكَيْفَ اسْتَنْقَذَهُمُ الْحَقُّ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَيْدِي الْأَعْدَاءِ ، وَنَصَرَهُمْ عَلَيْهِمْ وَجَعَلَ لَهُمْ مِّنْ أُمُوْرِهِمْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا ، بِالْفِكْرِ الصَّحِيْحِ يَصِحُّ التَّوَكُّلُ ، وَتَغِيْبُ الدُّنْيَا عَنِ الْقَلْبِ وَيَنْسَى الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَالْمَلَكَ وَجَمِيْعَ الْخَلْقِ وَيَذْكُرُ الْحَقَّ عَزَّوَجَلَّ ، يَصِيْرُ صَاحِبُ هٰذَا الْقَلْبِ كَأَنَّهُ لَمْ يُخْلَقْ غَيْرُهُ يَصِيْرُ كَأَنَّهُ الْمَأْمُوْرُ دُوْنَ الْخَلْقِ ، كَأَنَّهُ الْمَنْهِيُّ دُوْنَهُمْ هُوَ الْمُنْعَمُ عَلَيْهِ دُوْنَهُمْ ، كَأَنَّ التَّكَالِيْفَ كُلَّهَا عَلَى عُنُقِ سِرِّهِ وَقَلْبِهِ يَرَى جِبَالَ التَّكَالِيْفِ عَلَى اخْتِلَافِ أَجْنَاسِهَا أَنَّهَا رِسَالَةٌ مِّنَ الْمُكَلِّفِ فَيَحْمِلُهَا تَحْقِيْقًا لِّلْعُبُوْدِيَّةِ وَالطَّوَاعِيَةِ ، يَصِيْرُ حَامِلًا لِّلْخَلْقِ وَالْخَالِقُ يَحْمِلُهُ ، يَصِيْرُ طَبِيْبًا لَّهُمْ وَرَبُّهُ عَزَّوَجَلَّ طَبِيْبُهُ ، يَصِيْرُ بَابًا لِّلْخَلْقِ إِلَى الْحَقِّ عَزَّوَجَلَّ وَسَفِيْرًا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ ، يَصِيْرُ شَمْسًا يَسْتَضِيْئُوْنَ بِهِ فِي طَرِيْقِهِمْ إِلَيْهِ ،

(مزدوری کا کام کرلیا) ہو اور مزدوری مانگنے لگے تو یہ اس کی حماقت اور حرص سمجھی جاتی ہے۔ فوراً وہ مکان سے باہر نکال دیا جاتا اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہاں اور تقاضہ کی ضرورت ؟ جب تک مومن کے قلب میں حرص یا طمع یا تقاضہ یا مخلوق میں سے کسی کا خوف یا کسی سے توقع ہوگی اُس کا ایمان کامل نہ ہوگا۔ یہ مضمون اس کیلئے ہر وقت کے فکر اور اصول وفروع میں غور کرنے اور انبیاء ومرسلین وصالحین کے حالات سوچنے سے صحیح ہوگا کہ حق تعالیٰ نے کیوں کر ان کو دشمنوں کے ہاتھوں سے نکالا اور ان کے مقابلہ میں اُن کی مدد فرمائی اور ان کے لئے ان کے جملہ معاملات میں کشائش وراہِ نجات عطا کی۔ صحیح سوچ بچار سے توکل درست ہوجاتا اور دُنیا قلب سے غائب ہوجاتی ہے۔ جن اور انسان اور فرشتہ اور ساری ہی مخلوق فراموش ہوجاتی اور صرف حق تعالیٰ یاد رہ جاتا ہے۔ ایسے قلب والا شخص (مخلوق سے اتنا بے خبر) بن جاتا ہے گویا کہ اس کے سوا کوئی مخلوق ہی نہیں اور ساری مخلوق میں صرف اسی کو (اطاعت وعبادت کا) حکم ہوا ہے اور گویا اسی کو (محرمات سے) روکا گیا ہے۔ بس اسی پر اس کے انعامات ہوئے ہیں اور گویا ساری تکالیف کا بوجھ بار اُسی کے قلب اور باطن کی گردن پر ہے۔ یہ مختلف الاقسام تکلیفوں کے پہاڑوں کو یوں سمجھتا ہے کہ تکلیف دہندہ (خداوند تعالیٰ) کے پیغامات ہیں پس اپنی غلامی وخدمت گاری کا ثبوت دینے کیلئے یہ ان کو اٹھا لیتا ہے۔ یہ حامل بن جاتا ہے مخلوق کا اور خالق جل شانہٗ حامل بنجاتا ہے اس کا یہ طبیب بن جاتا ہے مخلوق کا اور حق تعالیٰ شانہٗ طبیب بنجاتا ہے اس کا یہ مخلوق کے حق تعالیٰ تک پہنچنے کا دروازہ اور ان کے اور خدا کے درمیان سفیر بن جاتا ہے۔ یہ آفتاب بن جاتا ہے کہ لوگ خدا تک پہنچنے کے راستہ میں اس کی روشنی سے چلتے ہیں۔ یہ مخلوق کا

يَصِيرُ طَعَامَ الْخَلْقِ وَشَرَابَهُمْ فَلَا يَغِيبُ عَنْهُمْ ؛ يَصِيرُ كُلَّ هَمِّهِ مَصَالِحَهُمْ ؛ وَيَنْسَى نَفْسَهُ ؛ يَصِيرُ كَانَ لَا نَفْسَ لَهُ وَلَا طَبْعَ وَلَا هَوًى ؛ يَنْسَى طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَلِبَاسَهُ ؛ يَصِيرُ نَاسِيًا لِنَفْسِهِ ذَاكِرًا لِلْخَلْقِ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ ؛ يَخْرُجُ بِقَلْبِهِ عَنْ نَفْسِهِ وَالْخَلْقِ ؛ وَيَبْقَى بِرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ طَلَبِهِ نَفْعُ الْخَلْقِ ؛ قَدْ سَلَّمَ نَفْسَهُ إِلَى يَدِ قَضَاءِ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ ؛ هُوَ نَاحِيَةٌ عَنْهُ بِكُلِّيَّتِهِ هٰذِهٖ صِفَةُ مَنْ يُرِيدُ الْوُقُوفَ فِي اسْتِجْلَابِ الْخَلْقِ إِلَى بَابِ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ ؛ أَنْتَ مَهُوسٌ جَاهِلٌ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَبِرُسُلِهِ وَأَوْلِيَائِهِ وَخَوَاصِّهِ مِنْ خَلْقِهِ ؛ تَدَّعِي الزُّهْدَ وَأَنْتَ رَاغِبٌ زُهْدُكَ لَا قَدَمَ لَهُ ؛ كُلُّ رَغْبَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْخَلْقِ ؛ لَا رَغْبَةَ لَكَ فِي رَبِّكَ عَزَّ وَجَلَّ دُونَكَ وَالْقِيَامُ بَيْنَ يَدَيَّ ؛ قَدِّمْ حُسْنَ الظَّنِّ وَالْأَدَبِ حَتّٰى أَدُلَّكَ عَلٰى رَبِّكَ عَزَّ وَجَلَّ وَأُعَرِّفَكَ الطَّرِيقَ إِلَيْهِ ؛ اِنْزَعْ عَنْكَ لِبَاسَ الْكِبْرِ ؛ وَالْبَسْ لِبَاسَ التَّوَاضُعِ ؛ ذُلَّ حَتّٰى تُعَزَّ ؛ وَتَوَاضَعْ حَتّٰى تُرْفَعَ ؛ جَمِيعُ مَا أَنْتَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كُلُّهُ هَوَسٌ ؛ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ ؛ هٰذَا الْأَمْرُ لَا يَجِيءُ بِأَعْمَالِ الْجَسَدِ ؛ نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اَلزُّهْدُ هٰهُنَا ؛ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا الْإِخْلَاصُ هٰهُنَا ؛ وَيُشِيرُ إِلٰى صَدْرِهٖ ؛ مَنْ أَرَادَ الْفَلَاحَ فَلْيَصِرْ أَرْضًا تَحْتَ

آپ وہ دانہ بن جاتا ہے پس اُن سے غیر حاضر نہیں ہوتا۔ اس کا سارا فکر مخلوق کی بہبودی ہے۔ وہ اپنے نفس کو بھول جاتا ہے۔ ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ نہ اس کے نفس ہے نہ طبیعت نہ کوئی خواہش۔ کھانا، پینا، پہننا سب بھلا دیتا ہے۔ اپنے آپ کو بھولنے والا اور اپنے ربّ کی مخلوق کو یاد رکھنے والا بن جاتا ہے اور اپنے قلب کے اعتبار سے اپنے نفس اور مخلوق سب سے باہر نکل جاتا اور اپنے پروردگار کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اُس کا سارا فکر بس مخلوق کو نفع پہنچانا ہے۔ اس نے اپنا نفس اپنے پروردگار کی قضا و قدر کے ہاتھ کو سونپ دیا۔ اور اپنے آپ سے بالکل ایک سُو ہو لیا۔ یہ ہے کیفیت اس (واعظ) کی جو مخلوق کے دروازہ تک کھینچ لانے کی خدمت پر قائم ہونا چاہیے۔ تو بوالہوس حق تعالےٰ اور اس کے رسُولوں اور اس کے اولیاء اور اُس کی مخلوق میں اس کے خاص بندوں سے ناواقف ہے۔ تو دعوےٰ کرتا ہے زُہد کا حالانکہ رغبت سے بھرا ہوا ہے۔ تیرا زُہد ایا بج ہے کہ اسکے قدم ہی نہیں۔ تیری ساری رغبت دُنیا اور مخلوق کے متعلق ہے اور اپنے پروردگار کی رغبت تجھ کو ذرا بھی نہیں۔ میرے سامنے کھڑا ہونا اختیار کر اور اوّل نیک گمانی اور ادب حاصل کر تاکہ میں تجھ کو تیرے ربّ سے آگاہ کروں اور اُس تک (پہنچنے) کا راستہ تجھ کو بتاؤں۔ تکبر کا لباس اپنے بدن سے اُتار اور تواضع کا لباس پہن۔ عاجزی اختیار کر تاکہ عزت پائے اور تواضع کر تاکہ رفعت نصیب ہو۔ جس حالت پر اور جس کیفیت میں تو ہے سب ہوس ہی ہوس ہے کہ حق تعالیٰ اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔ یہ بات بدن کے اعمال سے نہیں آیا کرتی بلکہ اوّل قلب کے اعمال اور اس کے بعد بدن کے اعمال (دونوں ہوں تب) آیا کرتی ہے۔ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ زہد یہاں ہوتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ اخلاص یہاں ہوتا ہے۔" جو شخص فلاح کا طالب ہو اُس کو چاہیے کہ مشائخ کے

اُقْعُدْ مَعَ الشُّيُوخِ ؛ مَا صِفَةُ هٰؤُلَاءِ الشُّيُوخِ ؛ هُمُ التَّارِكُوْنَ لِلدُّنْيَا وَالْخَلْقِ ؛ اَلْمُوَدِّعُوْنَ لَهُمَا ؛ اَلْمُوَدِّعُوْنَ لِمَا تَحْتَ الْعَرْشِ اِلَى الثَّرٰى اَلَّذِيْنَ تَرَكُوا الْاَشْيَاءَ وَوَدَّعُوْهَا وَدَاعَ مَنْ لَّا يَعُوْدُ اِلَيْهَا قَطُّ ؛ وَدَّعُوا الْخَلْقَ كُلَّهُمْ وَنُفُوْسُهُمْ مِنْ جُمْلَتِهِمْ ؛ وُجُوْدُهُمْ مَعَ رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهِمْ ؛ كُلُّ مَنْ يَّطْلُبُ مَحَبَّةَ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ مَعَ وُجُوْدِ نَفْسِهٖ فَهُوَ فِيْ هَوَسٍ وَّهَذَيَانٍ ؛ اَلْاَكْثَرُ مِنَ الْمُتَزَهِّدِيْنَ الْمُتَعَبِّدِيْنَ عَبِيْدُ الْخَلْقِ مُشْرِكُوْنَ بِهِمْ ؛ لَا تَتَّكِلُوْا عَلَى الْاَسْبَابِ وَتُشْرِكُوْا بِهَا وَتَعْتَمِدُوْا عَلَيْهَا ؛ فَيَغْضَبُ عَلَيْكُمُ الْحَقُّ عَزَّ وَجَلَّ الَّذِيْ هُوَ مُسَبِّبُ الْاَسْبَابِ الْخَالِقُ لَهَا الْمُتَصَرِّفُ فِيْهَا ؛ اِعْتِقَادُ الْمُتَّبِعِيْنَ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ السَّيْفَ لَا يَقْطَعُ بِطَبْعِهٖ بَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقْطَعُ بِهٖ وَاَنَّ النَّارَ لَا تُحْرِقُ بِطَبْعِهَا ؛ بَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُحْرِقُ بِهَا ؛ وَاَنَّ الطَّعَامَ لَا يُشْبِعُ بِطَبْعِهٖ بَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُشْبِعُ بِهٖ وَاَنَّ الْمَاءَ لَا يُرْوِيْ بِطَبْعِهٖ ؛ بَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُرْوِيْ بِهٖ ؛ وَهٰكَذَا جَمِيْعُ الْاَسْبَابِ عَلَى اخْتِلَافِ اَجْنَاسِهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَصَرِّفُ فِيْهَا وَبِهَا ؛ وَهِيَ اٰلَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ يَفْعَلُ بِهَا مَا يَشَاءُ ؛ اِذَا كَانَ هُوَ الْفَاعِلُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ فَلِمَ لَا تَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِكُمْ وَتَتْرُكُوْنَ حَوَائِجَكُمْ ؛ وَتُسَلِّمُوْنَ

قدموں کے نیچے کی زمین بن جائے۔ وہ مشائخ کون ہے؟ وہ کہ جنہوں نے دُنیا اور مخلوق کو چھوڑ دیا۔ دونوں کو رخصت کر چکے اور عرش سے لیکر فرش تک سب کو الوداع کہہ چکے۔ جنھوں نے ساری چیزوں کو چھوڑا اور ایسا رخصت کیا کہ اس کی طرف کبھی واپسی ہی نہ ہوگی۔ انہوں نے ساری مخلوق کو رخصت کر دیا اور اُن کے نفوس بھی اسی (رخصت کردہ) مخلوق میں داخل ہیں۔ ان کی ہستی ہر حالت میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہے۔ جو شخص اپنے نفس کے موجود ہوتے ہوئے حق تعالےٰ کی محبت کا مدعی ہو وہ ہوس اور ہذیان میں مبتلا ہے۔ اکثر بنے ہوئے عابد و زاہد مخلوق کے بندے اور مخلوق کو شریک خدا سمجھنے والے ہیں۔ اسباب پر بھروسہ نہ کرو اور نہ اُن کو شریک سمجھو اور نہ اُن پر اعتماد رکھو ورنہ تم پر حق تعالےٰ ناراض ہوگا جو مسبب الاسباب اور اسباب کا پیدا کرنے والا اور ان میں تصرف فرمانے والا ہے۔ اللہ کی کتاب اور اُس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کرنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ تلوار بالطبع قطع نہیں کر سکتی (بلکہ حق تعالےٰ کرتا ہے بواسطہ تلوار کے۔ اور آگ بالطبع نہیں جلاتی بلکہ حق تعالےٰ جلاتا ہے اس کے ذریعہ سے۔ اور کھانا اپنی ذات سے (کسی کا) پیٹ نہیں بھرتا بلکہ حق تعالےٰ پیٹ بھرتا ہے اس کے واسطے سے۔ اور پانی اپنی طبیعت سے (کسی کو) سیراب نہیں کرتا بلکہ سیراب کرنیوالا حق تعالیٰ ہے اور پانی واسطہ ہے۔ یہی حال ہے جملہ اسباب کا کوئی جنس کیوں نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ ان کے اندر اور ان کے واسطے سے تصرف فرماتا ہے اور اسباب اس کے ہاتھ میں آلہ ہیں کہ ان کے ذریعہ سے جو چاہے کرے (خواہ عادت کے موافق وہی کام لے جن کے لئے اُن کو تجویز کیا ہے یا اس کے خلاف لے لے پس) جب کرنیوالا حقیقت میں وہی ہے تو اپنے جملہ اُمور میں تم اس کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے اور اپنی ضروریات اسی پر کیوں نہیں چھوڑتے اور اپنی ہر حالت

تَوْحِيْدَ لَهٗ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِكُمْ ۞ اَمْرُهٗ ظَاهِرٌ لَا يَخْفٰى عَلٰى كُلِّ عَاقِلٍ ۞ اَلْعَبْدُ يُضْرَبُ بِالْعَصَا ۞ وَالْحُرُّ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ ۞ اَطِيْعُوْهُ فَاِنَّهٗ يُعِزُّ مَنْ اَطَاعَهٗ ۞ لَا تَعْصُوْهُ فَاِنَّهٗ يُذِلُّ مَنْ عَصَاهُ ۞ اَلنَّصْرُ وَالْخِذْلَانُ بِيَدِهٖ ۞ يُعِزُّ بِالنَّصْرِ مَنْ يَّشَاءُ ۞ وَيُذِلُّ بِالْخِذْلَانِ مَنْ يَّشَاءُ ۞ يُعِزُّ بِالْعِلْمِ مَنْ يَّشَاءُ ۞ وَيُذِلُّ بِالْجَهْلِ مَنْ يَّشَاءُ يُعِزُّ بِالْقُرْبِ مَنْ يَّشَاءُ ۞ وَيُذِلُّ بِالْبُعْدِ مَنْ يَّشَاءُ

اَلْمَجْلِسُ الْحَادِيْ وَالسِّتُّوْنَ

وَقَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ لَمْدَرَسَةٍ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ سِتٍّ وَّاَرْبَعِيْنَ وَخَمْسِمِائَةٍ (بَعْدَ كَلَامٍ)

سَاَلَهٗ سَائِلٌ عَنِ الْخَوَاطِرِ فَقَالَ ۞ مَا يُدْرِيْكَ مَا الْخَوَاطِرُ ۞ خَوَاطِرُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالطَّبْعِ وَالْهَوٰى وَالدُّنْيَا ۞ هَمُّكَ مَا اَهَمَّكَ ۞ خَوَاطِرُكَ مِنْ جِنْسِ هَمِّكَ مَا يَعْمَلُ ۞ خَاطِرُ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَجِيْءُ اِلَّا اِلٰى قَلْبٍ خَالٍ عَمَّا سِوَاهُ ۞ كَمَا قَالَ لَا نَاْخُذُ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ ۞ اِذَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَذِكْرُهٗ عِنْدَكَ ۞ فَلَا جَرَمَ يَمْتَلِئُ قَلْبُكَ مِنْ قُرْبِهٖ ۞ وَتَهْرُبُ خَوَاطِرُ الشَّيْطَانِ وَالْهَوٰى وَالدُّنْيَا مِنْ عِنْدِكَ ۞ لِلدُّنْيَا خَاطِرٌ ۞ وَلِلْاٰخِرَةِ خَاطِرٌ ۞ وَلِلْمَلَكِ خَاطِرٌ وَلِلنَّفْسِ خَاطِرٌ ۞ وَلِلْقَلْبِ خَاطِرٌ ۞ وَلِلْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ خَاطِرٌ ۞ فَتَحْتَاجُ اَيُّهَا الصَّادِقُ اِلٰى دَفْعِ جَمِيْعِ الْخَوَاطِرِ ۞ وَالسُّكُوْنِ

میں اسی کو یگانہ و یکتا کیوں نہیں سمجھتے؟ بات بالکل کھلی ہوئی ہے کسی صاحب عقل پر بھی مخفی نہیں ہے "شریف کو تو اشارہ ہی کافی ہے البتہ غلام کو لاٹھی سے پیٹنے کی حاجت ہوتی ہے" اللہ کی اطاعت کرو کیونکہ جو اس کی اطاعت کرتا ہے وہ اس کو عزت بخشتا ہے اسکی نافرمانی نہ کرو کہ جو اس کی نافرمانی کرتا ہے وہ اس کو رسوا کرتا ہے۔ مدد کرنا اور محروم رکھنا اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہتا ہے مدد فرماکر عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مدد سے محروم رکھکر ذلیل کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے علم سے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے جہل سے ذلیل کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے قُرب دیکر معزز بناتا ہے اور جس کو چاہتا ہے دُور فرماکر خوار کرتا ہے۔

اکسٹھویں مجلس

(۲۰ رجب ۵۴۶ھ ۔ مدرسہ معمورہ)

(کچھ تقریر کے بعد جب کہ کسی سائل نے خواطر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا) تو کیا جانے کہ خواطر کیا ہیں؟ تیرے خواطر تو شیطان و طبیعت و خواہش نفس اور دُنیا کی طرف سے ہیں۔ تیرا فکر وہی ہے جو تجھ کو بےچین بنادے۔ تیرے خواطر بھی تیرے فکر ہی کی جنس میں سے ہیں کہ جو کچھ بھی وہ عمل کریگا (ویسے ہی خطرات پیدا ہوں گے) خاطر حق صرف اسی قلب میں آیا کرتی ہے جو ماسوا سے خالی ہو۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ "ہم نہ لیں گے مگر اُسی کو جس کے پاس اپنا مال پائیں گے"۔ جب حق تعالےٰ اور اس کا ذکر تیرے پاس ہوگا تو لامحالہ تیرا قلب اس کے قُرب سے لبریز ہو جائیگا اور شیطان و خواہش نفس اور دُنیا کے خطرات تیرے پاس سے بھاگ جائینگے دنیا کا خاطر جدا ہے اور آخرت کا خاطر جُدا اور فرشتہ کا خاطر جدا اور نفس کا خاطر جدا اور قلب کا خاطر جدا اور حق تعالےٰ کا خاطر جدا۔ پس اے سچّے طالب تجھ کو جُملہ خواطر کے دفع کرنے اور خاطر حق سے